



اسمبلی رپورٹ (مباحثات)

تینیسوال اجلاس

بلوچستان صوبائی اسمبلی

اجلاس منعقدہ 28 جنوری 2011ء برابق 23 صفر 1432ھ بروز جمعہ۔

نمبر شمار	مندرجات	صفحہ نمبر
1	تلاؤت قرآن پاک اور ترجمہ رخصت کی درخواستیں۔	03
2	تحریک التو انہر 2 مجاہب: شیخ خان جعفر مندوخیل، رکن اسمبلی۔	04
3	مشترکہ قرارداد نمبر 68 مجاہب: میر محمد صادق عمرانی، رکن اسمبلی۔	06
4	سرکاری کارروائی برائے قانون سازی۔	07
5		13

ایوان کے عہدیدار

اپیکر----- میر محمد اسلم بھوتانی

ڈپٹی اپیکر----- سید مطعی اللہ آغا

ایوان کے افسران

جناب محمد خان مینگل ----- سیکرٹری اسمبلی

جناب محمد عظیم داوی۔ ایڈیشنل سیکرٹری (قانون سازی)

جناب مقبول احمد شاہ وانی ----- چیف رپورٹر



بلوچستان صوبائی اسمبلی کا اجلاس

مورخہ 28 جنوری 2011ء بمقابلہ 23 صفر 1432ھ بروز جمعہ - بوقت صبح 11 بجھر 45 منٹ پر زیر صدارت
جناب محمد اسلم بھوتانی، اسپیکر، بلوچستان صوبائی اسمبلی ہال کوئٹہ میں منعقد ہوا۔

جناب اسپیکر: السلام علیکم! کارروائی کا آغاز با قاعدہ تلاوت قرآن پاک سے کیا جاتا ہے۔
تلاوت قرآن پاک و ترجمہ۔

از

حافظ محمد شعیب آ خوندزادہ

بِسْمِ اللَّهِ الرَّحْمَنِ الرَّحِيمِ

وَلِلَّهِ مُلْكُ السَّمَاوَاتِ وَالْأَرْضِ طَوَّالِهُ عَلَىٰ كُلِّ شَيْءٍ قَدِيرٌ ﴿١﴾ إِنَّ فِي خَلْقِ السَّمَاوَاتِ وَالْأَرْضِ وَالْخِلَافِ الْيَوْلِ وَالنَّهَارِ لَآيَاتٍ لِّلْأُولَائِ الْأَلْبَابِ ﴿٢﴾ لَاجِ الَّذِينَ يَذْكُرُونَ اللَّهَ قِيمًا وَفُعُودًا وَعَلَىٰ جُنُوبِهِمْ وَيَتَفَكَّرُونَ فِي خَلْقِ السَّمَاوَاتِ وَالْأَرْضِ حَرَبَنَا مَا خَلَقْتَ هَذَا بَاطِلًا حَسْبُخَنَكَ فَقِنَا عَذَابَ النَّارِ ﴿٣﴾

﴿پارہ نمبر ۳ سورۃ آل عمران آیات نمبر ۱۸۹ تا ۱۹۱﴾

ترجمہ: اور اللہ ہی کے لئے ہے سلطنت آسمان اور زمین کی اور اللہ ہر چیز پر قادر ہے۔ بیشک آسمان اور زمین کا بنا نا اور رات اور دن کا آنا جانا اس میں نشانیاں ہیں عقل والوں کو۔ وہ جو یاد کرتے ہیں اللہ کو کھڑے اور بیٹھے اور کروٹ پر لیٹئے اور فکر کرتے ہیں آسمان اور زمین کی پیدائش میں کہتے ہیں اے رب ہمارے تو نے یہ عبیث نہیں بنایا تو پاک ہے سب عیبوں سے سوہم کو بچا دوزخ کے عذاب سے۔ وَمَا عَمَلَيْنَا إِلَّا أَلْبَالَغُ۔

جناب اپسیکر: بِسْمِ اللّٰہِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ۔ چونکہ آج کے اجلاس میں سوالات ہیں اسلئے وقفہ سوالات نہیں ہوگا۔ سیکرٹری اسمبلی رخصت کی درخواستیں پڑھیں۔

جناب محمد خان مینگل (سیکرٹری اسپلی)۔ صاحبہ، وزیر کراچی جانے کی وجہ سے 29-28 جنوری 2011ء کے اجلاس کیلئے رخصت کی درخواست دی ہے۔ محترم روپیہ عرفان صاحبہ، ممبر اسپلی نے بھی 20 جنوری تا تناختام کے اجلاسوں کیلئے رخصت کی درخواست دی ہے۔ محترم وزیر پیڈی ایم اے، سیاحت، بوجہ ناسازی طبیعت 29-28 جنوری 2011ء کے اجلاسوں کی درخواست دی ہے۔ میر ظفر اللہ زہری صاحب، وزیر، اہم امور کی وجہ سے 28 جنوری 2011ء کے اجلاس کیلئے رخصت کی درخواست دی ہے۔ میر امان اللہ نو تیزی صاحب، وزیر، والبندین جانے کی وجہ سے 28 جنوری 2011ء کے اجلاس کیلئے رخصت کی درخواست دی ہے۔

جناب اسپیکر: سوال یہ ہے کہ رخصت کی درخواستیں منظور کی جائیں؟ رخصت کی درخواستیں منظور ہوئیں۔ شیخ جعفر خان مندوخیل۔ (مداخلت)۔

میرشاہنواز خان مری (وزیر کھلیل و ثقافت): پوائنٹ آف آرڈر۔

Shahnawaz Mari on a point of order. جناب اسپکٹر: جناب اسپکٹر:

وزیر کھیل و ثقافت: بسم اللہ الرَّحْمٰن الرَّحِیْم۔ آپ کی بڑی مہربانی جی آپ نے مجھے بولنے کا حق دیا ہے۔ پچھلے دنوں جی میں اپنے دورے پر گیا تھا اپنے حلقتے میں۔ اور میر اعلقہ ہے ”کوہلو“۔ میں وہاں سے جی ایم پی اے سلیکٹ ہو گیا۔

جناب اسپیکر۔ XXXXX - --- (مداخلت) ڈاکٹر فوزیہ نذر مری (مشیر وزرائی و ممبر پاکستان نرنسنگ کونسل):

جناب اسپیکر: آے دونوں بیٹھ جائیں۔

وزیر کھیل و ثقافت:

جناہ اسپیکر: آپ دونوں بیٹھ جائیں پلیز۔ Please, this is no point of

(شور-مدائلت)۔ آپ دونوں بیٹھ جائیں پلیز۔ ڈاکٹر فوزیہ پلیز۔ دونوں کے مائیک بنڈ کر دیں۔

(بجم جناب اپنیکردونوں اراکین کے مائیک بند کر دیئے گئے)۔

چنان اپسکر: This is not the way. - شہنواز please بٹھ جائیں۔ Both are not allowed.

No, this is not the way. No. No. Shahnawaz Sahib, Dr. Fouzia please

بجکم چت اپیکر غیر بارپہانی الفاظ XXXXXXXXX کا روائی سے حذف کر دئے گئے۔

آپ بیٹھیں۔ No. Shahnawaz Sahib please, please شاہنواز صاحب۔ ڈاکٹر فوزیہ

Shahnawaz please, your name please۔ شاہنواز please۔ ڈاکٹر فوزیہ بیٹھ جائیں۔ please۔ ڈاکٹر فوزیہ was not mentioned that day, I assure you it is not recording in the record of the Assembly. Your name was not mentioned at that time, but every Member has the right to speak. Your name was not mentioned.

(مداخلت۔ شور)۔ Please, please, Dr.Fouzia please, please, Dr.Fouzia۔

جعفر مندوخیل صاحب!۔ (مداخلت۔ شور)۔ شاہنواز صاحب۔ ڈاکٹر صاحبہ آپ بیٹھ جائیں نا۔ دیکھیئے نام جی اس طرح کارروائی نہیں چلتی ہے۔ جو کچھ ہوا ہے it is please۔ No personal attacks. No, please, no it is not part of not the part of todays proceedings. proceedings, and this is not the way to speak, this is not the way to

جی جعفر مندوخیل صاحب۔ speak please.

میرا سدال الدین بلوج (وزیر راععت) : جناب اسپیکر۔

جناب اسپیکر: جی اسدن بلوج صاحب۔

وزیر راععت: جناب اسپیکر صاحب! ہم ایک ایسی شاستہ اور ایک روایتی اور کلچر سے وابستہ ہزاروں سالوں سے ایک ایسے صوبے سے وابستگی رکھتے ہیں جس کی ہمیشہ تاریخ history میں ایک بہت اچھا کردار و نام رہا ہے۔ بلوچوں نے انگریزوں کے ساتھ لڑائی کی فارس سے عرب سے عرب سے لیکن نام کیا۔ اسمبلی کے فلور پر ہم آکے ایک دوسرے کا احترام نہ کرتے ہوئے اس انداز پر ایک دوسرے سے مخاطب ہوتے ہیں۔ ہم اس قوم کو اس طبق کو کیا message دے رہے ہیں۔ ہم دیکھ رہے تھے کہ پنجاب میں لڑائی ہو رہی تھی اسمبلی میں ہمیں خوشی اسی بات کی نہیں ہو رہی تھی۔ لیکن اپنے پر فخر تھا کہ یہاں شاستہ طریقے سے برداشت کے انداز کو اپناتے ہوئے چیزوں کو آگے گئے بڑھائیں۔ یہ مظلوم قوم یہ صوبہ ہم سے یہ موقع رکھتی ہے ”جو اور جینے دو“ کو اپنا کر برداشت اپنا کر کسی کو سُنیں۔ یہاں تو سارے educated بیٹھے ہوئے ہیں۔ ایسے لوگ بیٹھے ہوئے ہیں جن سے لوگ سیکھتے ہیں۔ یہ بلوچستان کی cream ہیں یہ وہ ادارہ ہے اس ادارے سے اچھے پیغامات جانے چاہئیں۔

جناب اسپیکر: بجا کہا آپ نے۔

وزیر راععت: جناب اسپیکر! اسلئے جناب شاہنواز مری سے میری یہ humble request ہوتی ہے کوئی بھی مسئلہ اگر اسکی بی این پی عوامی سے اسکی وابستگی ہے کیونکہ مختصر مذکور فوزیہ مری belongs to BNP Awamy.

کوئی شکایت ہے پارٹی کا اپنا ڈپلین ہے وہ ہم سے آ کے چیبیر میں بات کریں۔ بجائے اس طریقے سے میرے خیال میں یہ بلوق اور بلوچی روایات کے خلاف ہے اور اسمبلی کی اس روایات کا بھی خلاف ہے۔

جناب اسپیکر: – Thank you Asad.

وزیرزراعت: – Thank you.

جناب اسپیکر: چونکہ جو کچھ ڈاکٹر فوزیہ مری صاحبہ اور شاہ نواز مری صاحب نے کہا اسکو میں نے کارروائی کا حصہ نہیں کیا I request the Media, electronic and print media, this should not go in press and media. – جعفر مندوخیل صاحب پلیز آپ اپنی تحریک التواء نمبر 2 پیش کریں۔

شیخ جعفر خان مندوخیل: میں اسمبلی کے قواعد و انضباط کا راجح یہ 1974ء کے قاعدہ نمبر 70 کے تحت درج ذیل تحریک التواء کا نوٹس دیتا ہوں۔ تحریک یہ ہے کہ زوب سمیت صوبہ بھر میں کیسکو کی جانب سے بھلی کی غیر اعلانیہ لوڈ شیڈنگ کی وجہ سے صوبے کے زراعت کے ساتھ ساتھ کار و باری زندگی بھی مکمل طور پر بتاہ ہو چکی ہے جو کہ انتہائی لمحہ فکر یہ ہے۔ لہذا اس اسمبلی کی کارروائی روک کر کے اس اہم فوری نوعیت کے حامل مسئلے کو زیر بحث لیا جائے۔

جناب اسپیکر: تحریک التواء نمبر 2 پیش ہوئی۔ جی صادق صاحب آپ کیا کہہ رہے ہیں What is your point of order.

میر محمد صادق عمرانی (صوبائی وزیر): میری درخواست ہے جعفر مندوخیل سے اور جناب اسپیکر آپ سے۔ ہماری ایک قرارداد ہے تحریک التواء سے پہلے اسکو گرفتار کیا جائے تو مہربانی ہوگی۔

جناب اسپیکر: Law Minister your views?

بیگم شمع پروین مگسی (وزیر قانون و پارلیمنٹی امور): جناب اسپیکر صاحب! یہ جو قرارداد ہے اسکو پیش کیا جائے۔

جناب اسپیکر: جعفر صاحب! ایک مشترک قرارداد ہے ہم اسکو پہلے take up کرتے ہیں Then we will take your Adjournment Motion. ٹھیک ہے۔

وزیرزراعت: جناب اسپیکر۔

جناب اسپیکر: جی اسہد بلوج صاحب۔

وزیرزراعت: جناب اسپیکر! جو تحریک التواء جعفر مندوخیل صاحب نے صحافی ولی با بر کے حوالے سے پیش کیا تھا تو وہ آسمیں یہاں کوئی ذکر ہی نہیں ہے اس روز بھی نہیں ہوا تھا پھر 20 تاریخ پر یہی ہوا 22 میں اسکی کوئی ذکر ہی نہیں ہے۔

جناب اسپیکر: آج ہے وہ آج ہے اس پر۔

وزیر زراعت: جی last میں ہے جناب اپیکر۔

جناب اپیکر: آج ہے آخر میں دو گھنٹے بحث ہو گی۔

وزیر زراعت: right.

جناب اپیکر: مشترکہ قرارداد نمبر 68۔ نواب محمد اسلام خان رئیس امنی، میر محمد صادق عمرانی، انجینئر زمرک خان، محمد اسماعیل گجر، جناب جعفر خان مندو خیل، میر عبدالرحمن مینگل۔ سردار محمد اسلام بن بنجو، میر محمد امین عمرانی، جناب حبیب الرحمن محمد حنی، جناب جے پرکاش، انجینئر بنگ لعل گلشن، جناب اسفندیار خان کاکڑ، جناب طاہر محمود خان، جناب محمد اصغر رند، میر محمد عاصم کرد اور جناب سلیم احمد کھووسہ میں سے کوئی ایک رکن اپنی مشترکہ قرارداد نمبر 68 پیش کریں۔ جی صادق عمرانی صاحب

میر محمد صادق عمرانی (صوبائی وزیر): Thank you جناب اپیکر۔ یہ ایوان صدر پاکستان جناب آصف علی زرداری جو کہ تمام صوبائی اسمبلیوں، قومی اسمبلی اور سینٹ سے 481 ووٹ لیکر منتخب ہوئے تھے۔ ان پر بحیثیت صدر مملکت پاکستان اور شریک چیئرمین پاکستان پیپلز پارٹی کمکت اعتماد کا اٹھار کرتی ہے۔ انکا کردار بحیثیت صدر مملکت پاکستان اور شریک چیئرمین پاکستان پیپلز پارٹی قوم کے اتحاد و اتفاق ویگانگت اور جمہوری قوتوں کے درمیان مفاہمت کیلئے نہایت اہم ہے۔ یہ ایوان ان کی بہترین کاموں کو بحیثیت صدر مملکت پاکستان اور شریک چیئرمین پاکستان پیپلز پارٹی، جمہوریت کی مضبوطی اور پاکستان کے اداروں کے استحکام کیلئے بھی سراہتی ہے۔ اور ان پر کمکت اعتماد کا اٹھار کرتی ہے۔

جناب اپیکر: قرارداد نمبر 68 پیش ہوئی۔ آپ اس پر کوئی مختصر بیان دیں گے یا Should I put it for vote?

میر محمد صادق عمرانی (صوبائی وزیر): بس یہی ہے جناب۔

جناب اپیکر: سوال یہ ہے کہ قرارداد نمبر 68 کو متفقہ طور پر منظور کیا جائے؟ صدر پاکستان جناب آصف علی زرداری کے حق میں بلوچستان اسمبلی کی قرارداد نمبر متفقہ طور پر منظور ہوئی۔ جی جعفر صاحب آپ اپنی بات جاری رکھیں۔

شیخ جعفر خان مندو خیل: جناب اپیکر صوبے کے اندر جو اسوقت حالت ہے بھلی کی۔

جناب اپیکر: یہ آپ اپنی تحریک التواء نمبر 2 پر اپنی admissibility پر بول رہے ہیں۔

شیخ جعفر خان مندو خیل: وہی میں بھلی کی تحریک التواء پر بول رہا ہوں۔

جناب اپیکر: تاکہ میں ان کو clear کر دوں۔

شیخ جعفر خان مندو خیل: جی۔ میں یہ سمجھتا ہوں کہ اگر آج تھوڑا اٹائم دیا جائے جو نکلے کل اگر میں چلا جاؤں شاید۔

جناب اپیکر: ٹھیک ہے آپ بات کریں۔

شیخ جعفر خان مندوخیل: بھکلی کے متعلق میں نے تحریک التواء لائی ہے۔ بھکلی اسوقت ہمارے لئے ایک problem بن گئی ہے۔ صوبہ بھر میں پہلے صرف گیس کی سپلائی کوئٹہ شہر یا ایک دو گنجے چنے شہروں تک محدود ہے تو اس وجہ سے تمام لوگوں کا جو دارو مدار ہے چاہے وہ heating purposes کیلئے ہوں چاہے وہ زراعت کے لئے ہوں چاہے دوسرے کاروبار کیلئے ہوں وہ بھکلی کے اوپر ہتی لوگوں کا انحصار ہے اور بھکلی اسوقت ایسے علاقے ہیں خصوصاً میرے علاقے ژوب میں وہاں لوگوں نے کاروبار بند کیا ہوا ہے روڈوں کو بند کیتے ہوئے ہیں۔

میر شاہ نواز خان مری (وزیر کھیل و ثقافت): جناب اسپیکر صاحب میں ایک point آپ کے علم میں لانا چاہتا ہوں۔

جناب اسپیکر: جی؟ جناب اسپیکر! The Minister can't point out. for God sake we must have some norms with the traditions, please Shahnawaz! we must have to follow the traditions, please. سبکر ٹری اسمبلی کو رم کی گنتی کریں۔ کورم پورا ہے سبکر ٹری اسمبلی نے گنتی کر لی۔ ہماری آج کی کارروائی دیکھنے کیلئے Honourable Federal Minister Law جناب بابراعوan صاحب موجود ہیں میں انہیں خوش آمدید کہتا ہوں۔ (ڈیکٹ بجائے گئے)۔ جی! جعفر صاحب۔

شیخ جعفر خان مندوخیل: میں بابراعوan صاحب کو خوش آمدید کہتا ہوں یہاں اسمبلی میں آنے پر۔ جناب اسپیکر! میں discussion کر رہا تھا بھکلی سے متعلق۔ بلوچستان میں سمجھتا ہوں ایک بہت انہیانی پسمندہ صوبہ ہے جس وقت پورے ملک میں یہ تسلیم کیتے ہوئے تھے کہ بلوچستان کی پسمندگی جو ہے وہ سب سے زیادہ ہے اور اسکے لحاظ سے بلوچستان کے ساتھ میں سمجھتا ہوں کہ کوئی اچھا انہوں نے چاہے ہم لوگ ہیں چاہے وفاق ہے چاہے وہ کارپوریشنز ہیں جسمیں چاہے جس میں سب سے زیادہ واپڈا کا حصہ ہے انکوڈرا، بہتر انداز میں یا ذرا ثابت انداز میں بلوچستان کیلئے ایک نرم رو یور کھنا چاہیئے تھا لیکن اگر آپ دیکھیں یہاں کوئی شہر کے مساواۓ کوئی شہر میں بھی آج سردیوں کے زمانے میں لوڈ شیڈنگ اور ہڑتک پکنچ گئی ہے کہ آدھے دن بھلی نہیں ہوتی ہے۔ لیکن جب rural میں آپ چلے جاتے ہیں دیہاتوں میں آپ چلے جاتے ہیں۔ تو یہاں بھلی کا کوئی نام و نشان ہی نہیں ہے۔ اٹھارہ اٹھارہ گھنٹے میں بھی آج سردیوں کے زمانے میں لوڈ شیڈنگ اور ہڑتک پکنچ گئی ہے کہ رہ رہے ہیں جیسے وہ پتھر کے زمانے میں رہ رہے ہیں۔ گیس میں نے کہا اس صوبے سے نکتی ہے صوبے میں اسکی سپلائی مساواۓ چند شہروں کے اور کدھری نہیں ہے۔ بھلی جو ہے جسکے اوپر میں نے کہا کہ ٹولن دارو مدار ہتا ہے heating purposes کیلئے بھی گھر یا استعمال کے لئے بھی lighting purposes کیلئے بھی اور کاروبار کے لئے بھی۔ وہ بھلی کا یہ حالت ہے کہ آپ اگر دیکھیں تو وہاں ہماری زراعت بھی تباہ ہو گئی ہے۔ پچھلے سال جو زمینداروں نے وقت گزارا ہے یادوں میں چار سال سے زمیندار وقت گزار رہے ہیں وہ انہیانی خراب وقت گزار رہے ہیں جو انہوں نے in-puts ڈالے تھے وہ پورا نہیں ہو

رہے ہیں۔ زراعت ہماری جو ہے وہ سب ہمارے ٹیوب دلیز پر، پرانے زمانے میں کاریزات ہوتے تھے دوسرے ہوتے تھے آج وہ کاریزات ٹیوب دلیز کے ساتھ بجلی کے ساتھ deep water خلک ہو گئے ہیں تو کاریزات naturally خلک ہو گئے ہیں وہ چشمے ہیں۔ لیکن آج جو بجلی کی میں سمجھتا ہوں حالت ہے اسوقت صوبے کے اندر وہ لوگوں کیلئے انتہائی خراب ہے اور شہروں میں ابھی میں ٹوب کا حالت بتاتا ہوں کہ وہاں پر ہڑتا ہیں ہورہی ہیں وہاں لوگ روڈ بند کر رہے ہیں وہاں ہائی ویز بند ہورہی ہیں۔ اسی طرح دوسرے صوبوں میں بھی وہ دوسرے ممبران وہ خود اظہار کریں گے اسیں تو یہ میں سمجھتا تھا کہ یہ مسئلہ میں ایوان کے اور وفاق کے اور آج ہمارے مختتم با بر اعوان صاحب بھی ادھری اس اسمبلی میں بیٹھے ہوئے ہیں ہمارے لیے یہ بھی ایک موقع ہے کہ اُنکے نوٹس میں بھی ہم یہ چیز اُنکے نوٹس میں لے آئیں۔ کم از کم ہمارے صوبے کی پسمندگی کو دیکھیں۔ ابھی ملک کے لیوں پر اگر ساڑھے چار ہزار میگاواٹ کی کمی ہے تو بلوچستان تو میرے خیال میں دوسو میگاواٹ سے بھی اسکا کام چل سکتا ہے۔ تو یہاں بلوچستان کے معروضی حالات کو دیکھتے ہوئے یہاں پہلے میں نے آپ کو بتایا کہ یہاں ایک لا ٹیواشک تھاروزگار کا ذریعہ وہ ختم ہو گیا ہے خلک سالی کے ساتھ۔ اب لوگوں کا جودا رومارہ گیا ہے وہ صرف زراعت پر رہ گیا ہے rural areas میں minings کو پر رہ گیا ہے۔ وہ اس سے متاثر ہو رہی ہیں زراعت اس سے متاثر ہو رہی ہیں تھوڑا بہت اس صوبے کی پسمندگی کو منظر رہتے ہوئے اور یہاں کے حالات کو دیکھتے ہوئے میں سمجھتا ہوں کہ یہ اسمبلی کے through ہم یہ چیز وفاق کی اور سب کی نوٹس میں لاتے ہیں اسیں تھوڑا اس صوبے کے ساتھ خصوصی طور پر توجہ دیں۔ اگرچہ کہ میں نہیں سمجھتا ہوں کہ بھی وہ پورے ملک میں اسوقت ایک shortage ہے بجلی کی اور کافی وقت سے یہ ہے یہ آج کی بات نہیں ہے یا یہ ایک دو سال کی بات نہیں ہے۔ لیکن اگر صوبے کی حالات دیکھیں، یہاں کے requirements دیکھیں تو میں سمجھتا ہوں کہ اسی short-falls میں بھی اسکا حالت بہتر ہو سکتی ہے۔ یا انکی short-falls جو ہے وہ پوری کی جاسکتی ہے۔ تو یہ میرا عرض تھا۔

جناب اپسیکر: ٹھیک ہے۔ سردار محمد اسلم بزنجو! آپ گورنمنٹ کی طرف سے کوئی موقف دینے گے، جو کہا ہے جعفر صاحب نے۔ کیونکہ پھر آج adjournment motion oppose کرنے کریں گے تو ہم پھر اسکو admit کر لیں جس کیلئے نا۔ پھر کل ہم اس پر بحث کریں گے نا۔

سردار محمد اسلم بزنجو (وزیر آپا شی و بر قیات): میں sir اسکی تفصیل بتادوں۔

جناب اپسیکر: جی آپ گورنمنٹ کا موقف بتادیں۔

وزیر آپا شی و بر قیات: میں اس معزز ایوان کی جانب سے جناب بابر اعوان، مرکزی وزیر قانون کو بلوچستان آنے پر۔ اور خصوصی طور پر بلوچستان اسمبلی آنے پر انکا انتہائی مشکور ہوں۔ (ڈیک بجائے گئے)۔ اور آج جو اہم تحریک الٹوا ہمارے

دوسٹ جعفر مندوخیل صاحب نے پیش کیا ہے۔ یہ کسی ایک علاقے یا ایک فرد کا مسئلہ نہیں ہے۔ پورے بلوچستان کا صوبہ جو پاکستان کا آدھا بنتا ہے اسکا اہم مسئلہ ہے۔ اسوقت جو بلوچستان کو بجلی مہیا کی جاتی ہے وہ سارے پاکستان کا سات فیصد بجلی جو ہے پورے بلوچستان کو دی جاتی ہے۔ تو ایک ہی لائن ہے جو گدو سے آتی ہے۔ کبھی ہوا چلتی ہے کبھی بارش ہوتی ہے، تحریک کاری ہوتی ہے کوئی بھی مسئلہ ہوتا ہے تو پورے بلوچستان تاریکی میں ڈوبتا ہوتا ہے۔ ہم نے کئی مرتبہ گزارش کی ہے کہ دادو خضدار ٹرائی میشن لائن جو کہ اُس پر آدھے حصہ پر کام مکمل ہے، چونکہ اگر وہ اُس پر کام کیا جائے تو تھوڑی بہت بلوچستان کے حوالے سے بجلی کا مسئلہ کسی حد تک حل ہو جائیگا۔ رہا ہمارے زرعی، ایگر یلپچر کا بات، بلوچستان کا ایگر یلپچر ہے ایک دو ڈسٹرکٹ کو چھوڑ کر باقی سارا بلوچستان ٹیوب ویل پر انکا گزر بسر ہوتا ہے۔ پہلے مرکزی حکومت سب سدی دیتے تھی واپڈا سب سدی دیتا تھا بلوچستان حکومت بھی کچھ دیتا تھا۔ لیکن بجلی میں آپکو یقین سے کہتا ہوں گا رٹی کے ساتھ کہتا ہوں کہ بلوچستان میں ہمارے ایگر یلپچر کے زمیندار، ہم کہتے ہیں کہ ہمیں اگر دس گھنٹے بھی بجلی دیا جائے، تو بھی ہمارے لئے کافی ہے۔ اسپیکر صاحب! آپ یقین کریں کہ ہمارے دیہی علاقوں میں دو گھنٹے یا ڈھانی گھنٹے جو بجلی آتی ہے وہ اتنی کمزور ہوتی ہے کہ اُس میں بالکل وہ ٹیوب ویل کیا ہمارے پنچھے تک نہیں چلتے ہیں۔ یہ بہت اہم issue ہے اور یہ بلوچستان کے میں سمجھتا ہوں burning issue یہی ہے۔ یہ اور اسیں کافی احتجاجیں ہوئی ہیں روڈ بلاک ہوئی ہیں فائر لائکس ہوئی ہیں لوگ مرے ہیں۔ تو خدارا! اس مسئلے پر سنیدھی گی سے غور کیا جائے۔ میں آپکے توسط سے میں گزارش کرتا ہوں وفاقی وزیر ہیں ہمارے بجلی کے وہ بلوچستان تشریف لے آئیں اور کبھی اُس نے رحمت نہیں کی بلوچستان آنے کی اگر وہ بلوچستان آئیں یہاں ہم سے ملیں، ایک دو دفعہ آئے تھے لیکن وزیر اعظم کے ساتھ آدھے گھنٹے، گھنٹے کیلئے اور واپس چلے گئے۔ اگر وہ ایک دن تکلیف کر کے بلوچستان آئیں یہاں کے زمینداروں کے نمائندوں سے یہاں کے عوامی نمائندوں سے ملیں۔ اور خضدار دادو ٹرائی میشن لائن پر کام کی رفتار کو اگر تیز کیا جائے۔ تو کسی حد تک یہ مسئلہ حل ہو سکتا ہے۔

جناب اسپیکر: تو آپ اسکو oppose نہیں کر رہے ہیں؟ -

- adjournment motion?

وزیر آپاشی و برقيات: نہیں sir کیسے کروں گا سارے صوبے کا معاملہ ہے۔

جناب اسپیکر: ٹھیک ہے۔ تو ہم جعفر خان مندوخیل کی تحریک التوانہ نمبر 2 کو دو گھنٹے بحث کیلئے کل کیلئے منظور کر لیتے ہیں۔ دو گھنٹے بحث ہو گی اس پر۔

وزیر آپاشی و برقيات: ٹھیک ہے۔

جناب اسپیکر: دیکھیں according to the rules گورنمنٹ نے oppose نہیں کیا ہم اسکو دو گھنٹے بحث

کیلئے منظور کرتے ہیں۔ کل کے اجلاس میں 29 تاریخ کے اجلاس میں اس پر دو گھنٹے بحث ہوگی۔ جی جمل! نہیں اس پر کل دو گھنٹے بحث ہوگی۔ ٹھیک ہے جب کل ہم اس پر بحث کر کے اگر یہ قرارداد کی شکل میں لے آئیں۔ پھر ہم اُسکو، اُسیں پورا بلوچستان یا جو بھی رائے ہوگی اُس طرح اُسیں ترمیم کر کے کل ہم اُسکو جو ہے کل اُس طرح کر لینے، بحث کیلئے۔ جی عبدالرحمٰن مینگل صاحب۔

میر عبدالرحمٰن مینگل (وزیر معدنیات): دو سال سے پچھلے کے کویت فنڈز کے جو بجلی کے مد میں وہ ابھی تک complete نہیں ہیں۔ وہ بھی کل کے اس بحث میں شامل کیا جائے۔

جناب اپیکر: عبدالرحمٰن صاحب! کل جب بحث ہوگی، اُسکے بعد جب ہم اُسکو قرارداد کی شکل میں فیڈرل گورنمنٹ کو بھیجیں گے۔ اگر ہاؤس نے منظور کیا تو اسیں ساری چیزیں add کر لینے۔ جی زمرک خان۔

اخچنسر زمرک خان اچندری (وزیر مال و بلدیات): میں کہتا ہوں کہ یہ تو تین سال سے ہم اسی پر بحث کر رہے ہیں۔ میرے خیال سے قرارداد میں بھی پیش ہوئی ہیں۔ ہم نے پرانٹ آف آرڈر زپر بہت باتیں کی ہیں، بجلی کے مسائل ہیں۔ کل ہم as a member بھی ہو گے، جو یہاں پر موجود نہیں ہو گے۔ تو یہ ہے کہ ہم اُس پر اگر آج ہی کچھ بحث کر سکیں۔

جناب اپیکر: نہیں آج تو already ہمارے پاس دو گھنٹے بحث کیلئے ایک تحریک التواء جو ہم نے پہلے کی تھی وہ موجود ہے نا۔ تو کل ہم اس پر کر سکیں۔ اور یہ قرارداد آپ کی رائیگاں نہیں جائیں۔ کیونکہ فیڈرل منسٹر جو ہیں He is a very powerful Minister۔ وہ دیکھ رہے ہیں اور یقیناً convey کریں گے فیڈرل گورنمنٹ کو، آپکے تاثرات۔ انکو نہیں۔ ہو گیا۔ thank you۔ (ڈیسک بجائے گئے)۔ سرکاری کارروائی۔ جی سلیم کھوسے صاحب یہ تو ہو گیا ہے اس پر کل بات ہو گی۔

میر سلیم احمد کھوسہ (وزیر زکواۃ، عشر، حج و اوقاف): ایک second Sir۔ کیونکہ با براعون صاحب یہاں پر موجود ہیں، تو میں اس موقع کا فائدہ اٹھاتے ہوئے صرف ایک بات کہنا چاہوں گا۔ یہاں پر President صاحب آئے، ہم نے انکو بھی گزارش کیا تھا، یہاں پر جو چیف کیسکو بیٹھے ہوئے ہیں۔

جناب اپیکر: دیکھیں وہ personal نہیں کریں نا۔ دیکھیں۔

وزیر زکواۃ، عشر، حج و اوقاف: Sir، personal کی بات نہیں ہے sir۔ ایک ریٹائرڈ بنڈہ یہاں پر بیٹھا ہوا ہے۔ اگر اتنا بہتر بنڈہ ہے تو پنجاب میں لے جائیں، سندھ میں لے جائیں، فرنٹیئر میں لے جائیں۔

جناب اپیکر: سلیم صاحب! ریٹائرڈ پورے ملک میں ہیں۔ سلیم صاحب! ہم ایک system کی بات کریں

- We should not attack personal..

وزیر زکواۃ، عشر، حج و اوقاف: اس بندے سے ہماری جان نہیں چھوٹے گی۔

جناب اپیکر: دیکھیں! سلیم صاحب! جو آدمی اپنے آپ کو defend یہاں نہیں کر سکتا ہو We should not over-all system ہم mention him here, please.

وزیر زکواۃ، عشر، حج و اوقاف: Sir ہم نے کتنے واپڈا کے قرارداد یہاں لے آئے، آیا ایک پر عمل ہوا ہے؟ کسی ایک تحریک پر عمل ہوا ہے؟۔

جناب اپیکر: Thank you تو وہ فیڈرل گورنمنٹ نے کرنا ہے نا، کیسکو نے تو نہیں۔ Thank you. - وزیر خزانہ! صوبائی ملازمین کے گروپ انسورنس کا (ترمیمی) مسودہ قانون مصدرہ 2011ء (مسودہ دقانون نمبر 1 مصدرہ 2011ء) کے بابت تحریک پیش کریں۔

میر محمد عاصم کرد گیلو (وزیر خزانہ): Thank you اپیکر صاحب۔ میں وزیر خزانہ تحریک پیش کرتا ہوں کہ صوبائی ملازمین کے گروپ انسورنس کا (ترمیمی) مسودہ قانون مصدرہ 2011ء (مسودہ دقانون نمبر 1 مصدرہ 2011ء) کو فوراً غیر لایا جائے۔

جناب اپیکر: سوال یہ ہے کہ آیا صوبائی ملازمین کے گروپ انسورنس کا (ترمیمی) مسودہ قانون مصدرہ 2011ء (مسودہ دقانون نمبر 1 مصدرہ 2011ء) کو فوراً غیر لایا جائے؟ تحریک منظور ہوئی۔ صوبائی ملازمین کے گروپ انسورنس کا (ترمیمی) مسودہ قانون مصدرہ 2011ء (مسودہ دقانون نمبر 1 مصدرہ 2011ء) کو فوراً غیر لایا جاتا ہے۔ وزیر خزانہ صوبائی ملازمین کے گروپ انسورنس کا (ترمیمی) مسودہ قانون مصدرہ 2011ء (مسودہ دقانون نمبر 1 مصدرہ 2011ء) کے متعلق اگلی تحریک پیش کریں۔

وزیر خزانہ: میں وزیر خزانہ تحریک پیش کرتا ہوں کہ صوبائی ملازمین کے گروپ انسورنس کا (ترمیمی) مسودہ قانون مصدرہ 2011ء (مسودہ دقانون نمبر 1 مصدرہ 2011ء) کو منظور کیا جائے۔

جناب اپیکر: سوال یہ ہے کہ آیا صوبائی ملازمین کے گروپ انسورنس کا (ترمیمی) مسودہ قانون مصدرہ 2011ء (مسودہ دقانون نمبر 1 مصدرہ 2011ء) کو منظور کیا جائے؟ تحریک منظور ہوئی۔ صوبائی ملازمین کے گروپ انسورنس کا (ترمیمی) مسودہ قانون مصدرہ 2011ء (مسودہ دقانون نمبر 1 مصدرہ 2011ء) منظور ہوا۔ مورخہ 20 جنوری کے اجلاس میں باضابطہ شدہ تحریک التوان نمبر 1 بابت قتل صحافی ولی خان بابر، پر دو گھنٹے عام بحث۔ جی جعفر صاحب۔

میر محمد عاصم کرد گیلو (وزیر خزانہ): پرانٹ آف آرڈر۔

جناب اپیکر: جی جعفر۔

میر محمد عاصم کرڈیلو (وزیر خزانہ): میں با براعوان صاحب کو بلوچستان اسمبلی آنے پر خوش آمدید کہتا ہوں۔

جناب اپیکر: ٹھیک ہے وہ ہو گیا۔ میں نے آپ سب کی طرف سے انکو کہہ دیا خوش آمدید۔ He is very most welcome۔ حی جعفر خان آپ اس پر بحث کا آغاز کریں۔

شیخ جعفر خان مندوخیل: Thank you Mr. Speaker۔ آج کا تحریک التواء پر جو ہمارے ایک مذر صحافی،

کیمروں میں یا جیوئی وی کیسا تھے تعلق رکھنے والے ولی خان با بر، جس کا آبائی تعلق میرے اپنے ضلع ژوب اور صوبہ بلوچستان سے تھا۔ انکی قتل کے اوپر آج اپنے جو بحث کیلئے نائم رکھا ائمیں سب سے پہلے آپکا شکریہ ادا کرتا ہوں۔ اور اسکے بعد یہ کہتا ہوں کہ اسوقت کراچی میں جو حالات چل رہے ہیں وہ ہمارے آنکھیں کھونے کیلئے میں سمجھتا ہوں بہت زیادہ کافی ہے۔ وہاں پہلے تو لسانی بنیادوں پر، especially پڑھانوں کو ٹارگٹ کیا جاتا تھا اسکے ماسوائے دوسرے قوموں کو بھی ٹارگٹ کیا جاتا ہے۔ اور روزانہ وہاں سے ہم کو لاشیں ملتی ہیں۔ روزانہ ہمارے پاس یہاں علاقوں میں ہم کو جو بینا لوگ ہیں، چاہے وہ ریڑھی بان ہیں، چاہے وہ ہوٹل والا ہے۔ چاہے وہ ٹیکسی ڈرائیور ہے، چاہے دوسرے ہمارے لوگ جو یہاں سے چل کر کے وہاں کاروبار کیلئے کراچی کیلئے گئے ہوئے ہیں۔ کراچی ایک Hub ہے، انڈسٹریل city Hu ہے یا ایک port ہے۔ اس سے پہلے وہ دارالخلافہ تھی۔ وہ میں سمجھتا ہوں کہ اسوقت پورے پاکستان میں، سب صوبوں سے تعلق رکھتی ہے۔ وہاں سب صوبوں کی نمائندگی ہے۔ اور اگر اسکے تعلق کو دیکھیں تو پھر سندھ کا اگر حق دیکھیں تو پھر صرف سندھ کا حق بنتا ہے اسکے اوپر۔ اگر دوسرے صوبے میں ہم اس ملک کو ملک نہ سمجھے یا اس ملک کے باشندوں کو ہم لوگ ایک دوسرے کے اوپر پابندی لگائیں۔ تو پھر بھی میں سمجھتا ہوں کہ اسکے اوپر پھر سندھ کا حق ہے۔ پھر کسی کا حق نہیں ہے پھر پڑھان کا حق نہیں ہے پنجابی کا حق نہیں ہے، بلوچ کا حق نہیں ہے۔ بلوچ بھی اُسی صوبے سے تعلق رکھتے ہیں لیا ری وغیرہ ان چیزوں میں۔ یہ even پھر مهاجر کا بھی حق نہیں ہے۔ لیکن اگر حق ہے میں سمجھتا ہوں یہ ملک کا ایک دارالخلافہ رہا ہے۔ اور ایک انڈسٹریل میں سمجھتا ہوں کہ Hub ہے۔ اس ملک کا سب سے بڑا آمدن ادھری سے ہے۔ جسمیں تمام ملک کی ایک کاؤنٹی شامل ہیں۔ تمام ملک کے باشندوں کی کاؤنٹی شامل ہیں۔ لیکن وہاں جو ایک ٹارگٹ کلنگ اور یہ چیزوں کا ایک رویہ رکھا گیا ہے۔ وہ میں سمجھتا ہوں ہم سب کیلئے لمحہ فکر ہے، اسپیشلی فیڈرل گورنمنٹ کیلئے بھی۔ کہ وہاں وہ کیا اقدامات لیتی ہے ان چیزوں کو ختم کرنے کیلئے؟ آج آپ ٹی وی پر دیکھ لیں، سب سے بڑا بحث ہی یہ کراچی کا چلتا ہے۔ اُسی کراچی میں ہمارے جو صحافی تھے، جو ولی خان با بر صاحب تھے وہ قتل ہوئے۔ آج انکے تسلیت جو ہے وہ کسی کو نہیں ملے ہیں۔ آج تک، انہی پرسوں میں دیکھ رہا تھا کہ ذوالقدر مرزا صاحب، آزادی مل منڈنڈ کا جو ہے ہوم منسٹر وہ کیلئے ہیں اُنکے فاتح کیلئے۔ فاتح تو ہمارے جیسے لوگوں کا کام ہے۔ لیکن سرکار کا کام ہے کہ وہ ڈھونڈنا لیں۔ انکو قتل کس نے کیا ہے؟ ایک اتنی، اس سے پہلے اُسی ٹی وی پر وہ دکھارے تھے کہ 23 صحافی جو ہیں وہ بھی ٹارگٹ کے اوپر

ہیں۔ چاہے اسکولسانی بنیادوں پر قتل کئے گئے ہیں، چاہے اسکو صحافی بن کر تارگٹ کیا گیا ہے۔ چاہے اسکو جیو کا نامانندہ بن کر کے تارگٹ کیا گیا ہے۔ جو بھی، میں سمجھتا ہوں انتہائی قابل مذمت ہے یہ چیز۔ اور میں یہ سمجھتا ہوں کہ اسوقت میرے فیڈرل گورنمنٹ سے، سندھ گورنمنٹ سے یہ request ہے کہ ہر صورت میں سرکار، سرکار ہوتی ہے۔ کون جائز گا انکا بدله لینے۔ اب گڑدہ باہر سے کون جائز گا؟ کراچی میں اتنے بڑے جو ایک دنیا کے بڑے بڑے شہروں میں سے آتا ہے، اُسمیں کون جائز گا۔ یہ سرکار کا معاملہ ہے۔ سرکار نے سنجا نا ہے۔ کراچی کے حالات میں سمجھتا ہوں کہ اسوقت انتہائی تشویشناک ہیں۔ کراچی کے حالات ایسے بنے ہوئے ہیں کہ تمام پارٹیزیز کہہ رہی ہیں کہ بھی وہاں ایک فوجی action کیا جائے۔ لیکن میں خود ایک جمہوری آدمی ہوتے ہوئے خود یہ مطالبہ نہیں کروں گا کہ فوجی action کیا جائے یا فوج۔ ہاں سرکار سنجاں سکتی ہے۔ سرکار اگر ہمت کر میں محنت کریں۔ اور ہم اُسکے support میں ہیں۔ میں نہیں سمجھتا ہوں کہ ہم سندھ گورنمنٹ میں یا فیڈرل گورنمنٹ کو اس معاملات میں topple کریں۔ یا کوئی انکو پھنسائیں۔ ہاں، انکی فرض بنتی ہے فیڈرل گورنمنٹ کی فرض بنتی ہے کہ وہ سندھ گورنمنٹ کو پابند بنائے۔ انکو وہ real enforcement دے دیں جو انکی ایک requirement ہے۔ اور پھر یہ حالات کو قابو میں لا یا جائے۔ یہ روزانہ جو لاشیں مل رہی ہے کب تک ملیں گے اور کب تک ایک دوسرے کو ہم مارتے رہنے۔ یہ آپکے صحافی وہاں محفوظ نہیں ہیں۔ آپکے سیاستدان وہاں محفوظ نہیں ہیں۔ آپکے تمام قومیتیں وہاں محفوظ نہیں ہیں۔ تو ایک میں سمجھتا ہوں جیکہ آپ نے ملک چلانا ہو یا اس ملک کو آپ نے ایک اکائی کے طور پر آپ نے پورے ایک وحدت کے طور پر اسکو چلانا ہے۔ اُسکے تمام اکائیوں میں سب باشندوں کیلئے برابر حقوق ہونی چاہئیں۔ آج ہمارے لوگ جو ہیں جاتے ہیں یہاں سے مزدوری کیلئے کراچی، وہاں سے اُسکے الگ دن لاش آ جاتا ہے۔ وہ گھروالوں کی کیا حال ہو گی؟ اور ایک قوم نہیں اب تو پھر ان زیادہ ہیں اس سے پہلے بلوچ بھی تارگٹ ہوئے ہیں۔ اس سے پہلے سندھی بھی تارگٹ ہوئے ہیں۔ کہاں تک یہ ایک دوسرے کو ماریں گے؟ آخر ان لوگوں کو بھی سوچنا ہو گا کہ اس ملک کے ہم لوگ باشندے ہیں اس ملک میں کوئی ایک قوم نہیں رہے گی تو دوسری بھی نہیں رہیں گی۔ یہ میں واضح کر دینا چاہتا ہوں کہ اگر ایک نہیں رہیں تو دوسری کی بھی وجود نہیں رہیں گی۔ کہاں تک یہ ایک دوسرے کو ختم کریں گے؟ یہ تمام حقیقتیں ہیں اسکو برداشت کرتے ہوئے سیاسی رواداری کو لا کر کے تمام پارٹیز کو ایک دوسرے کے ساتھ بیٹھ کر کے اس چیز کو cover کرنا چاہیے۔

جناب اپیکر: Thank you جعفر صاحب۔ زمرک خان، پھر اسد صاحب۔ زمرک خان صاحب کو پہلے بات کرنے دیں۔

انجینئر زمرک خان اچنڈی (وزیر مال): بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ۔ شکر یہ جناب اپیکر۔ جعفر صاحب نے جو تحریک پیش کی، میرے خیال سے ہم نے پہلے بھی اس پر کچھ باتیں کی تھیں امن و امان کے حوالے سے، جو دو تین دن پہلے جوا جلاس ہوا

تھا۔ لیکن ولی خان بابر کے حوالے سے جو آج اپیشل اس پر بحث ہو رہی ہے۔ ہم نے بھی کئی دفعہ نشاندہی کی اس چیز کی کہ کراچی میں جو ہورہا ہے ایک ظلم ہو رہا ہے۔ اور جو لوگ مارے جا رہے ہیں۔ آئمیں تو ایسا ہے جیسا کہ کسی نام کا جustrج و ولی خان بابر ہیں یا ہمارے رسم جمای صاحب جو ہمارے منستر تھے انکو بھی کراچی میں قتل کیا گیا۔ اور کچھ ایسے بھی بڑے لوگ ہوتے ہیں جو وہاں پر شہید ہوتے ہیں یا مارے جاتے ہیں تو اسکے نام تو آجاتے ہیں اخباروں میں میدیا میں میں ولی میں۔ لیکن ایسے غریب لوگ جو مارے جاتے ہیں، جو ہمارے بلوچستان سے تعلق رکھتے ہیں یا صوبہ پختونخوا سے تعلق رکھتے ہیں یا پنجاب سے یا جس بھی ایریا سے تعلق رکھتے ہیں انکا پتہ نہیں چلتا ہے کہ کتنے لوگ مارے گئے ہیں اور کہاں پر مارے گئے ہیں؟ میں یا آپ کو بتاتا چلوں کے پہلے بھی میں نے بتایا تھا کہ میں خود میرے اپنے قوم سے، میرے گاؤں سے تین بھائی تینوں کو شہید کیا گیا ایک ہی جگہ ہوٹل پر کام کر رہے تھے انکو مارا گیا۔ اس سے ایک مہینہ بعد پھر میرے اوپر والے گاؤں میں دو بھائیوں کو مارا۔ جوان پچیس سال عمر کے لڑکے ہوتے ہیں، جوان ہوتے ہیں وہاں پر مزدوری کیلئے جاتے ہیں ہوٹل پر بیٹھتے ہیں۔ ریڑھی چلاتے ہیں یا رکشہ چلاتے ہیں یا بس چلاتے ہیں۔ تو انکو مارتے ہیں۔ آخر یہ ہمیں تو پوچھنا پڑتا ہے ہم سے لوگ پوچھتے ہیں میں نے پہلے بھی کہا کہ جب ہمیں یہاں پر بھیجتے ہیں as نما نندہ ایک علاقے سے۔ تو وہی لوگ ہم سے پوچھتے ہیں کہ آپ کیا کر رہے ہو اسے میں؟ یہ ٹھیک ہے یہ علیحدہ صوبہ ہے ہم علیحدہ صوبہ ہیں۔ لیکن ہم ایک ملک کے حصے ہیں چار صوبے ہیں چار ستوں ہیں یہاں پر۔ تو جب یہ مارے جاتے ہیں تو یہ ہم سے سوال کرتے ہیں ہم جانبیں سکتے ہیں اپنے علاقے میں کہ جی یہ کب تک مرتبے رینگے؟ جعفر صاحب نے آج جustrج کہا کہ لسانی بندیاں وہاں پر پشتونوں کو مارا جا رہا ہے یا بلوجوں کو مارا جاتا ہے یا سندھیوں کو مارا جاتا ہے۔ کیوں مارا جاتا ہے آخر وجہ کیا ہے وہاں پر کوئی ایسی پارٹی ہے جو ہم لوگوں کو اقلیت میں تبدیل کر کے ان لوگوں کو یہاں بھیجتے ہیں؟ آخر جب جو ہو جائے گے۔ اگر پشتون نہیں لڑ سکتے ہیں یا بلوج نہیں لڑ سکتے ہیں وہ تو صوبہ چھوڑ کر آئیں گے بلوچستان میں بیٹھیں گے۔ یا کوئی اپنے اپنے گاؤں میں اپنے اپنے علاقے میں چلے جائیں گے۔ اور وہ یہی چاہتے ہیں کہ کراچی جو ہے ایک چھوٹا پاکستان ہے۔ پورے پاکستان کا دارود مار جو ہے وہ کراچی پر ہے۔ معashi حالت بہتر بنا سکتا ہے تو کراچی بنا سکتا ہے۔ پاکستان کو آگے کچھ بنا سکتا ہے تو وہ کراچی بنا سکتا ہے۔ اور وہی طاقتیں جو مختلف حرбے استعمال کر کے ان لوگوں کو مارتے ہیں۔ وہ یہ چاہتے ہیں کہ یہ لوگ یہاں سے گوچ کر کے جائیں اپنے صوبے میں۔ اور پھر ہماری حالت کیا ہوگی ہمارے بلوچستان کی کیا حالت ہوگی؟ ہم اب بھی اپنے صوبے کو نہیں سنبھال سکتے ہیں اتنے پروزگار نوجوان ہمارے پاس بیٹھے ہوئے ہیں اتنی بے روزگاری ہے اتنی در بدرا ہے جustrج بجلی کا ہے جustrج ہمارے زراعت تباہ ہو رہی ہے جو ہمارے روڈز تباہ ہو رہے ہیں۔ یہ اور load آئیکا ہمارے صوبے پر۔ کہاں سے ہم روزگار دیں گے کہاں سے ہم ان لوگوں کو سنبھالیں گے؟ اور کہاں سے ہم انکو کیا دیں گے کیونکہ یہ تو گئے ہیں روزگار کیلئے۔ اور کراچی سب کا

شہر ہے سب پورے پاکستان میں جتنی قومیت آباد ہیں ان سب کا شہر ہے۔ اور ان سب کو چاہے کہ وہاں پر انکو adjust کر لیں۔ ہم نے کوئی ظلم نہیں کیا ہے۔ ہم یہی چاہتے ہیں کہ چاہے وہ بھتہ خور ہوں چاہے وہ ڈرگ ما فیا ہو چاہے وہ لینڈ مافیا ہو چاہے وہ تجربہ کار ہو چاہے وہ دہشت گرد ہو جو بھی اس کارروائی میں ملوث ہوتے ہیں ان کے خلاف کارروائی ہونی چاہئے۔ جسٹریج جعفر صاحب نے کہا کہ ہم فورس کے حق میں تو نہیں ہیں آپریشن کے حق میں لیکن ہم اس آپریشن کے حق میں ہیں جو تجربہ کاری کے خلاف ہیں۔ جو ڈرگ ما فیا جو بھتہ خور انکو پکڑیں۔ اگر سنہ گورنمنٹ میں اتنی طاقت نہیں ہے کہ وہ کرسکیں تو ہم فوج سے بھی request کر سکتے ہیں، ہم ریجیسٹر سے بھی request کر سکتے ہیں۔ ہم فوج سے بھی request کر سکتے ہیں۔ کہ وہ کر لیں اسکو، بلا لیں۔ اور بلا تفہیق مخصوص علاقوں میں آپریشن نہ ہو۔ یہی تو رو نادھونا ہوتا ہے۔ کہ ہم پھر سیاست میں بھی بلیک میلنگ شروع کرتے ہیں۔ ہر پارٹی یا کچھ ایسے سیاست دان ہیں ایسے لوگ ہیں میں سیاست کو بدنام نہیں کرنا چاہتا ہوں میں لیڈر شپ کو بدنام نہیں کرنا چاہتا ہوں۔ میں ان لوگوں کو جو ایک سیاست کے نام پر غنڈہ گردی کرتے ہیں، سیاست کے نام پر بھتہ خوری لیتے ہیں، سیاست کے نام پر بلیک میلنگ کرتے ہیں۔ گورنمنٹ کو بلیک میل کرتے ہیں جمہوری حکومت جو آج بھی ہوئی یہاں پاکستان میں اسکو بنیاد بنا کر اسکو بلیک میل کرنے کی کوشش کرتے ہیں۔ اور ناجائز، جائز سب کام اٹھالیتے ہیں۔ اور سمیں بے گناہ لوگ پھر اس طرح مارے جاتے ہیں۔ کب تک لاشیں آتی رہیں گیں کب تک ہم برداشت کرتے رہیں؟ تو میں تو آخر میں اتنا کہوں گا کہ جناب اسپیکر صاحب! اسکو سنجیدہ ہو کر ٹھوس اقدامات انکے خلاف اٹھانے چاہئیں۔ سنہ گورنمنٹ کو اپیشٹی، اور اگر ہمارے کوئی منظر ہمارے کوئی لیڈر وہاں پر حق کی بات کرتے ہیں۔ تو کہتے ہیں کہ یہ تو پاگل ہیں۔ یہ تو پتہ نہیں کس کس اور کون نے اثرات ہوئے ہیں۔ حق بات کرنا بھی آجکل نہیں کر سکتے ہیں۔ غلط بات تو پتہ نہیں کون کون نے کرتے ہیں۔ تو آخر میں یہ کرتا ہوں میں اپنی اسمبلی سے یہ درخواست کروں گا مجزرا یا ایوان سے، کہ سنہ گورنمنٹ سے ہماری یہ درخواست ہے کہ بلا تفہیق پورے کراچی میں forces کی نگرانی میں، فوج کی نگرانی میں آپریشن ہو۔ اور جو بھی ہیں سمیں کسی کو معاف نہ کیا جائے۔ اور سب کے خلاف اقدامات اٹھائے جائیں۔

جناب اسپیکر: Thank you اسد بلوج صاحب۔

میر اسد اللہ بلوج (وزیر زراعت): جناب اسپیکر صاحب۔ جعفر خان مندوخیل صاحب کا جو تحریک التواء صحافی ولی خان بابر کے حوالے سے، یقیناً انسانی معاشرے میں جو باشموران اس سماج میں رہتے ہیں وہ کسی بھی انسانی قتل کے حق میں نہیں ہونگے اور ہمیشہ اسکی مخالفت کرتے رہیں گے۔ جناب اسپیکر صاحب! پاکستان جس کی 17 کروڑ آبادی ہے۔ تو یہاں مختلف، کبھی گورنر کبھی ایک وزیر اعظم کو پھانسی دی جاتی ہے اور کبھی صحافیوں کو مارا جاتا ہے۔ کبھی لوگ انخوا کر کے لے جاتے ہیں۔ ذمہ داری، آئین میں ساری چیزیں لکھی ہوئی ہیں۔ وہ کو نے ادارے ہیں جو اپنی ذمہ داری

پوری نہیں کر رے ہیں؟ مجھے افسوس کیسا تھا کہنا پڑتا ہے کہ اُس روز بھی میں نے یہی کہا تھا کہ بلوچستان میں جمیخ شدہ لاشیں پکج کے طور پر ہمیں مل رہی ہیں۔ وفاقی گورنمنٹ نے تو یہی وعدہ کیا تھا کہ ہم آپکو پتچ دینگے۔ اسکے بد لے ابھی تک 370 مسخ شدہ لاشیں ہمیں ملی ہیں۔ اگر سرزی میں بلوچستان جس وقت اس ملک کا partition ہوا تھا، وہ اس کا حصہ نہیں تھا۔ حصہ اسلئے بنایا نہیں گیا کہ اسکے ماں، اسکے بوڑھے باپ کو مسخ شدہ لاشیں ملیں۔ میں وفاقی منسٹر سے پوچھنا چاہتا ہوں وہ بھی بیٹھے ہوئے ہیں، وہ جا کر وہاں بھی یہ کہیں جناب، صدر صاحب کو، وزیر اعظم کو کہ یہ کونی آئین پر عمل ہو رہا ہے؟ میں اپنے حلقے کا آپکو بتاؤں۔ کل میٹرک کے سٹوڈنٹس جنکے ماں باپ مزدوری کر رہے تھے، دیہات ”پرم“ ایک جگہ ہے، وہاں سے شہر میں آئے تھے پڑھنے کیلئے۔ عابر رسول بخش کے دونوں ہاتھ، دونوں پیر forces نے توڑ کر، گولی اسکے سینے پر مار کر پھینکا۔ یہ کونسا قانون ہے؟ اور ناصر جسکے پیر پاؤں وہ بھی توڑ کر، وہ کوئی میں زیر علاج ہے۔ اگر وفاقی منسٹر صاحب اسکو دیکھا چاہتے ہیں وہ بھی دیکھ لیں۔

جناب! اگر نصیر کمالان، ہدایت، چاکر قبر، الیاس نذر، رسول بخش، مہراب، عابد، علی احمد کردا، ایسی لاشیں آئے دن، ہمیں مل رہی ہیں۔ میں یہیں کہتا کہ جس نے کوئی جرم کیا ہے، کسی نائی کو مارا ہے، کسی پروفیسر کو مارا ہے۔ trial کریں، عدالت ہے، قانون ہے، گواہ پیش کریں اور سزا دیں۔ ہم ایسے اندر ہے قانون کو نہیں مانتے ہیں جو صرف بلوچوں کے اوپر apply ہو۔ ہم ایسے قانون کے خلاف اٹھیں گے، اسمبلی کے فلور پر، گلیوں میں، پہاڑوں میں۔ اور اگر یہ سلسلہ بند نہیں ہوا تو مجبوراً ہم نیٹو کو دعوت دینگے کہ یہاں آ کر انصاف کریں۔ عدالت خاموش رہے، اسمبلی میں انصاف نہیں ملی، پولیس خاموش بیٹھ کر ایف آئی آر چاک نہ کرے۔ تو نیٹو کو ہم دعوت دینگے، اقوام متحدة کو ہم دعوت دینگے کہ بلوچستان کے عوام کو انصاف دے دیں۔ اس اسمبلی کے فلور سے جناب اسپیکر صاحب! اسلئے وزیر اعظم پاکستان، پریزیڈنٹ آف پاکستان اور چوہدری افتخار صاحب کو ہم اس اسمبلی کے فلور سے message دینا چاہتے ہیں کہ خدارا! ہمیں مجبور نہ کریں۔ ہم پاریمانی سیاست کر رہے ہیں۔ اپنے لوگوں کی خدمت کرنا چاہتے ہیں۔ اسلئے ہم اسکوں بانا چاہتے ہیں، کانج بانا چاہتے ہیں۔ ہمیں بزر پہاڑوں پر دھکانہ دیں۔ جس راہ سے نواب اکبر خان نے مشعل بنا کر آگے بڑھا تھا، اُس راہ پر ہمیں دھکیل نہ دیں۔ Thank you جناب اسپیکر۔

جناب اسپیکر: Thank you اسد صاحب۔ جی، عاصم کرد گلیو صاحب۔

میر محمد عاصم کرد گلیو (وزیر خزانہ): جناب اسپیکر Thank you honourable colleague جعفر خان مندو خل صاحب کی تحریک التوانہ نمبر 1 جو ہمارے ایک صحافی ولی باہر، جسکو کراچی میں قتل کیا گیا۔ ایک بلوچستان کا فرزند تھا۔ اہل بلوچستان کو اسکے قتل پر صدمہ ہوا ہے۔ جعفر خان صاحب نے کہا کہ یہ میراڑوب کا تھا۔ میں جعفر خان کو بتانا چاہتا ہوں کہ وہ ثوب کا نہیں سارے بلوچستان کا فرزند تھا۔ جناب اسپیکر! جیسے میرے colleague معزز مبرز مرک صاحب نے کہا، اس سے پہلے بھی ہمارے کراچی میں صوبہ سندھ میں کئی وارداتیں ہو چکی

ہیں۔ اور بلوچستان کے پر امن شہری جو اپنے نان شبینہ کیلئے، اپنے روزگار کیلئے کراچی جاتے ہیں، اپنے بچوں کے پیٹ پالنے کیلئے۔ یقیناً کراچی سندھ کا کیپٹل ہے۔ اور ایک بڑا شہر بھی ہے۔ وہاں پاکستان کے ہر قسم کے شہری آتے ہیں اپنے روزگار کیلئے۔ شروع ہی سے کراچی کو اسی لئے develop کیا گیا تھا کہ وہ ایک پاکستان کا بڑا شہر بنے۔ اور پورٹ وغیرہ کی وجہ سے وہاں اُسکو پورڈیریائی ہوئی ہے۔ اور سارے روزگار کے مواقع وہاں میسر ہیں۔ جناب اپیکر صاحب! اس سے پہلے بھی ہمارے اسی ہاؤس کے ممبر سردار رستم جمالی کو کراچی میں شہید کیا گیا۔ اور ہمارے کچھ اسٹوڈنس تھا اُنکو بھی شہید کیا گیا۔ ہم چاہتے ہیں کہ اسیں چاہے جو بھی، کسی پارٹی کے لوگ ہوں، گروہ ہوں یا جو بھی ہوں، گورنمنٹ اُسے گرفتار کرے۔ اسیں یہ نہیں دیکھیں اسکی جانبی کس پارٹی سے ہے۔ اسکی جانبی کس گروہ سے ہے۔ بلا جھک جیسے ہمارے آزادی بل منشہ ہوم ذوالقدر مرزا صاحب نے پچھلے دنوں کہا تھا، بلا امتیاز سارے جتنے بھی اس گروہ، اس دہشت گردی میں ملوث ہیں انہیں گرفتار کریں گے۔ اپیکر صاحب! ہمارے کراچی سے میں آپ کو یقین کریں کہ ہمارا کوئی تکا ایک لڑکا تھا عتیق، آپ بھی شاید جانتے ہوں، اُسکے والدہ کو آج سے تقریباً سات سال پہلے اغوا کیا گیا تھا۔ وہ کئی مرتبہ میرے پاس آیا۔ میں اُسکو لے گیا مرزا صاحب کے پاس۔ اُدھر میرے ایک دوڑی آئی جی تھے۔ ابھی تک اُسکا والدہ تقریباً 80 سال اُنکا عمر ہے۔ اُسکے کچھ بینک میں اکاؤنٹس تھے۔ کچھ اُنکے ایک دو فلیٹ تھے۔ بیچارے کے، اُس وجہ سے اُس کو لے گئے۔ ابھی تک بازیاب نہیں ہوا ہے۔ اور اُسکا بیٹا ابھی تک اپنی والدہ کے انتظار میں 7 برس بیت گئے۔ ابھی تک اُسے نہیں ملا ہے۔ یہ وارداتیں تو اکثر بلوچستان میں بھی ہوتی رہتی ہیں۔ مطلب جو کراچی میں ایک گروہ کو جو ٹارگٹ کیا جاتا ہے نال یہ غلط ہے۔ اپیکر صاحب! آپکے توسط سے گورنمنٹ آف سندھ ہمارے فیڈرل منسٹر بھی بیٹھے ہیں با براعوان صاحب کہ جو ہمارے بلوچستان کے لوگوں کے ساتھ صوبہ سندھ جو زیادیتیاں ہو رہی ہیں۔ اُسکا ازالہ کیا جائے۔ اور اُسے ہند کیا جائے۔

جناب اپیکر: thank you سردار اسلام بزنجو صاحب۔ آج جمعہ کی نماز بھی ہے اسمبلی کی مسجد میں 1:00 بجے نماز ہوتی ہے۔ اُسکو بھی مد نظر رکھیں۔ جی سردار صاحب۔

سردار محمد اسلام بزنجو (وزیر آپاٹی و بر قیات): جناب اپیکر! جو تحریک التواء جعفر خان صاحب نے پیش کی ہے۔ وہ انتہائی اہمیت کا حامل ہے۔ کیونکہ جو صحافی بلوچستان کا جو ایک فرزند تھا۔ دن دیہاڑے اُسکو کراچی میں شہید کیا گیا۔ اور اخبارات میں یا ٹیلویژن پر ہمارے وفاقي وزیر حمان ملک صاحب کے بیانات بھی میں نے دیکھیں کہ ”جی ایک دو روز میں، ہم اسکے قاتلوں کو کیفر کردار تک پہنچا میں گے“، کافی دن گزر چکے ہیں لیکن آج تک اسکے قاتل ابھی تک نہیں پکڑے گئے ہیں۔ جس سے صحافی برادری اور خصوصاً بلوچستان کے لوگوں میں ایک بہت ہی تفسیش ہے۔ جناب اپیکر! اگر تفسیش ہیں کہ یہ کوئی ایک دو واقعہ نہیں ہوئے ہیں۔ جس طرح ہمارے معزز ساتھیوں نے بتایا کہ روز کا معمول ہے کراچی میں۔ جو بھی ہو۔ اگر کوئی واقعہ لندا

میں ہوتا وہاں سے کراچی سے ہمارے پشتوں یا بلوچوں کے لاثیں یہاں بلوچستان پہنچ جاتے ہیں۔ ہم نے پہلے بھی ایک دفعہ گزارش کی تھی، ہم نے بولا کراچی میں یہ ٹارگٹ گلنگ، یہ جھگڑے کی بھی ختم نہ ہونیوالے ہیں۔ اسکا واحد حل ایک یہ ہے کہ جیتنک گوادر پورٹ آپ اسکو function نہیں کریں گے۔ یہ کراچی میں بلیک میانگ ہوتی رہیگی۔ بقیتی سے جب بھی یہ پندرہ بیس سالوں سے جو پارٹی حکومت میں شامل ہے۔ کسی نہ کسی طریقے سے، جوزارت شپنگ کی ہے، ہمیشہ انکی کوشش یہ ہوتی ہے کہ شپنگ کی وزارت ہمارے پاس ہو۔ اور کبھی وہ گوادر پورٹ کو نہیں چھوڑ سکی کہ پاکستان میں کراچی کے علاوہ کوئی اور پورٹ بن جائے۔ انکو پتہ ہے کہ جب کراچی میں ہڑتاں ہوتا ہے تو پورا پاکستان متاثر ہوتا ہے۔ جب کوئی اور پورٹ ہو گا جب انکو پتہ چلے گا کہ جی اگر اس پورٹ میں ہڑتاں ہو جائے تو دوسرے پورٹ پاکستان میں جو سامان کی آمد و رفت وہ نہیں رکے گی۔ پھر جا کر یہ حالات معمول پر آئیں گے۔ میں کہتا ہوں سب سے پہلے جو مرکزی حکومت کو یہ اہم کام کرنا چاہئے کہ کسی طرح سے گوادر کی جو روڈز ہیں، گوادر کی جو ریلوے لائن ہے۔ کیونکہ پورٹ تو تیار ہے۔ جیتنک وہ function کریں۔ تو آپ دیکھے کراچی میں امن و امان میں کافی فرق ہو گا۔ ورنہ یہ کراچی کا امن و امان میں کبھی بھی فرق نہیں ہو گا۔ اسمبلی میں ہم روز آئیں گے، تقریریں کریں گے، اخبارات میں دینیں گے، ٹیلی ویژن میں دینیں گے، یہ مسئلہ نہ حل ہونیوالے ہیں۔ اور اسوقت ایک مسئلہ یہ پیدا بھی ہو رہا ہے کہ وہاں پر جو دوسری قومیتیں ہیں، جو پاکستان میں بستی ہیں، چاہے وہ پنجابی ہوں، بلوج چاہے پشتوں ہوں، یا سندھی ہوں۔ ابھی مجبوراً جو حرکتیں کراچی میں ہو رہی ہے۔ یہ سب لوگ دیکھ رہے ہے کہ یہ متفق ہو رہے ہیں۔ اور آخر میں اسکا نتیجہ یہ ہو گا کہ کراچی میں ایک ایسا civil-war stand میں نہیں ہو گا۔ کوئی بندہ بھی وہاں محفوظ نہیں ہو سکیں گا۔ جو آگ، اگر ایک دفعہ آگ کسی جگہ جلتی ہے۔ تو وہ پھر نہیں دیکھتی ہے کہ کسی کا کیا نقصان ہو رہا ہے۔ تو اسی حوالے سے ہم کہتے ہیں کہ مرکزی حکومت کو اس پر خاص توجہ دینے چاہئے۔ اور کراچی میں جو ہمارے سندھ کے وزیر داخلہ صاحب نے اچھا stand کیا کہ جو ٹارگٹ گلنگ پکڑے گئے ہیں اسوقت، وہ اتنے لوگ ہیں۔ انکو کم از کم منظر عام پر لے آئیں۔ کہ اصل یہ ٹارگٹ گلنگ سے لوگوں کا قتل عام کون کر رہا ہے؟۔ یہ آج کی بات نہیں ہے۔ یہ کوئی دس پندرہ سال سے یہ سلسلہ یہ دھنہ شروع ہے۔ جو پارٹی اگر وہ کوشش کریں کہ میں کراچی میں تھوڑا کوشش کریگا منظم ہونے کی، تو اسکو کسی صورت میں یہ نہیں چھوڑتے ہیں۔ اور اسکا نتیجہ یہ ہوتا ہے کہ انکے جواہم جو کر کن ہیں۔ اہم جو کارکن ہیں انکو ٹارگٹ گلنگ کے ذریعے نشانہ بنایا جاتا ہے۔

جناب اسپیکر: Thank you کیپٹن عبدالخالق اچکزی۔

کیپٹن (ر) عبدالخالق اچکزی (وزیر امورِ خزانہ): ڈمِ اللہ ارَّحْمَنِ الرَّحِيمُ شکریہ جناب اسپیکر۔ سب سے پہلے تو میں گزارش یہ کروں گا کہ جو تحریک القوائیں ہوئی ہے، جعفر خان صاحب کی جانب سے، معزز ارکین کو آپ کی توسط سے بتانا

چاہتا ہوں کہ اُسی تحریک التواء تک اگر ہم اپنی گفتگو کو محدود رکھیں تو بہتر ہو گا۔ اسمیں ٹائم بھی ضائع نہیں ہو گا اور اس پر بحث بھی ہو گی۔ جناب اسپیکر! بات یہاں پر صرف ولی خان بابر کے حوالے سے نہیں ہو رہی ہے، تحریک التواء اُسکے نام آئی تو ہے۔ اسمیں کوئی شک نہیں ہیں۔ لیکن یہ ہے کہ بات صرف ولی خان بابر کی نہیں ہے۔ کراچی کو اسوقت no go area history پر نظر ڈالیں۔ بلکہ اپ کچھ تین چار سال بچھے چلیں آپ تو جو کچھ کراچی میں ہوا ہے یا ابھی تک ہو رہا ہے۔ اُسکی مثال آپ کو پاکستان کی تاریخ میں کہیں اور نہیں ملے گا۔ جناب اسپیکر! ایک ایم پی اے کے قتل پر دودن کے اندر 100 لاشیں گرائی جاتی ہیں۔ کراچی ایک organized terror group کے ہاتھوں بریغمال بن چکا ہے۔ ہم بحیثیت ممبر بلوچستان اسمبلی کراچی جاتے ہوئے سوار یہ سوچتے ہیں کہ آیا وہاں پر ہمیں protection ہو گی ہمیں protection ملیں گی۔ ہم وہاں جاسکیں گے یا نہیں جاسکیں گے۔ جناب اسپیکر! میں کراچی کے اندر Interior Minister Sindh کی کاوشوں کو سراہاتا ہوں۔ انہوں نے جو step کیا ہے یا انہوں جو جوان مردی کا مظاہرہ کیا ہے جن لوگوں کو انہوں نے nominate کیا ہے۔ گورنمنٹ sorry to say گورنمنٹ آف سندھ اور فیڈرل گورنمنٹ failed and fail miserably خلاف کوئی action نہیں لیا گیا۔ جو کہ سندھ گورنمنٹ نے خود جس چیز کی نشاندہی کی تھی۔ جس چیز کو انہوں نے اپنے کاوشوں، اٹیلی جنس روپوں۔ اور ساری معلومات کے بعد جو انہوں نے روپڑ بنائی تھی اُسکو ایک ردی کی ٹوکری میں پھینک کر ضائع کر دیا گیا۔ جناب اسپیکر! کراچی کے اندر صرف یہ نہیں ہے کہ صحافی حضرات قتل ہو رہے ہیں۔ یا پلٹیکل ورکر زکی قتل ہو رہے ہیں۔ یا وہاں پر فورسز کی افراد کی قتل ہو رہی ہے۔ جناب اسپیکر! کراچی میں، اُسکی مثال ایسی ہے کہ وہاں پر اگر آج آپکی گورنمنٹ یہ آرڈر کرتی ہے کہ forces کو وہاں پر operation launch کرنا چاہئے۔ جو جو افراد، ذمہ دار افراد اس فورسز کے لائن میں شامل ہونگے آپریشن کریں گے immediately operation کے بعد ان فورسز کے ذمہ دار افراد کو نارگٹ بنانا کو قتل کیا جاتا ہے وہاں۔ آپکی فورسز بھی دوبارہ آپریشن جانے سے پہلے ہزار بار سوچھتی ہے کہ ”آیا میں آپریشن کیلئے جاؤں یا میں نہ جاؤں؟“، یعنی کہ وہاں پر آپ کے ہر اس ذمہ دار شخص کو life threat ہے کہ وہ decision making میں ہوں، چاہے اُس نے گورنمنٹ کے قانون کا بندوق اٹھایا ہوا، چاہے وہ law enforcement Agency ہو، جو وہاں پر جاتی ہے۔ اور وہاں پر law restoration کی بات کرتا ہے۔ وہ بھی محفوظ نہیں ہے۔ اُنکو نارگٹ بنایا جاتا ہے۔ صرف بات یہ نہیں ہے کہ صحافی ولی بابر کو اس لئے قتل کیا گیا ہے؟۔ کہ ولی بابر اس گروپ کی تھے تک پہنچ چکا تھا۔ اُس نے وہ روپڑ منظر عام پر لانی تھی۔ جسمیں یہ کراچی کے اندر نارگٹ کلنگ ہو رہی تھی۔ جو لوگوں کو نشانہ بنایا جا رہا تھا۔ جو بلیک مینگ ہو رہی تھی۔ اُسکو بار بار انتباہ کیا گیا تھا کہ وہ اس حد تک نہ جائے۔ لیکن اُسکی جرات، اُسکی

ہمت اور اُسکی غیرت کو سلام ہے کہ اُس نے اُسکے باوجود یہ الفاظ کہے تھے کہ ”میں جس مقام پر جا رہا ہوں اور جو میری ذمہ داری ہے۔ میں اُسکو پوری کروں گا۔ چاہے اُسمیں میری life بھی چلی جائے“۔ لیکن انہوں نے وہ کام کر کے دکھانا تھا۔ لہذا اُس رپورٹ کو منظر عام پر آنے سے پہلے ہی اُسکا صفائیا کر دیا گیا۔ جناب اسپیکر! Karachi is hub of activities for the whole of the country.

صرف یہ کراچی کی بات نہیں ہو رہی ہے کہ وہاں پر بڑھان مارا جا رہا ہے pushtoon speaking مارا جا رہا ہے یا سندھی مارا جا رہا ہے۔ کراچی آپکی معاشی activities کا hub ہے۔ خدا را! اس اسمبلی کی توسط سے گورنمنٹ آف پاکستان سے یہ مطالبہ کرتے ہیں کہ انکو ایک لسانی گروپ کے ہاتھوں یریغمال نہ بننے دیا جائے۔ آپکی کراچی کی جتنی بھی activities ہیں وہ آپکے پورے ملک کے اوپر اثر انداز ہوتی ہیں۔ اور یہ بھی نہیں ہے کہ یہ آج ہو رہا ہے یا کل ہوا تھا۔ جب سے کراچی میں یہ سسٹم شروع ہوا ہے۔ ساری گورنمنٹ کو جتنی بھی گورنمنٹ آئی ہیں۔ انکو یہ پہتہ ہے کہ کراچی کن کے ہاتھوں یریغمال ہے؟ اور کون اسکو اپنے strong point سمجھ کر پورے گورنمنٹ کو بلیک میں کرتی رہتی ہے؟۔ جناب اسپیکر! تمام آپکا نہیں لونگا۔ اور اسمبلی میں نماز کا بھی ظامن ہو رہا ہے۔ صرف اتنا میں کہوں گا کہ کراچی میں ہم یہ نہیں کہیں گے بحیثیت ایک politician ایک جمہوری عمل جس سے ہم خود ہی اس process سے گزر رہے ہیں۔ کہ ہم فوج کی حمایت کریں گے کفونج وہاں پر آئیں۔ اور کراچی کو take-over کریں۔ ایک جمہوری قوت وہاں پر موجود ہے۔ پیپلز پارٹی کی شکل میں، انکی گورنمنٹ ہے وہاں پر اپنی allies کیسا تھ۔ اور strong government under resources میں رہتے ہوئے، اپنے فورسز جو انکی across the board وہاں پر lead کرتا ہو political leadership تاکہ اُسمیں کوئی بھی کمیونٹی ٹارگٹ نہ بنے۔ کوئی بھی کمیونٹی اُس سے ایسے as one community کے اوپر منتاثرنہ ہو۔ لہذا گزارش یہ کی جاتی ہے کہ گورنمنٹ آف پاکستان اس کے اوپر سے سنجیدگی سے غور کرے۔ اور کراچی کو once for all سب کیلئے ایک ایسا معاشرہ اور ایسا شہر بنایا جائے۔ جہاں پر سب کو آزادی ہو رہے کی۔ جہاں پر سب کو اپنے حقوق کا تحفظ حاصل ہو۔ جہاں پر سب کو یقین ہو کہ میں وہاں جا سکتا ہوں اور وہاں رہ سکتا ہوں۔

جناب اسپیکر: thank you شاہ نواز مری صاحب۔ شاہ نواز صاحب! ہمارے پاس 10 منٹ ہیں۔

نماز کیلئے، جمعہ ہے۔ یا تو پھر ایوان فیصلہ کریں کہ جو نماز کے بعد اسکو continue کریں، جس طرح آپ کہیں؟۔

میر شاہ نواز خان مری (وزیر یحییٰ و ثقافت): جناب میں تو پانچ چھ منٹ لے لونگا۔ باقی کل کیلئے رکھیں۔ sir یہ

بہت اہم مسئلہ ہے اس پر ہم بہت بولنا چاہتے ہیں۔

جناب اسپیکر: Shah Nawaz Mari will be the last speaker. اُسکے بعد نماز کا وقفہ۔ آپ

پانچ منٹ میں اسکو کریں You will be the last speaker.

وزیر کھیل و ثقافت: بسم اللہ الرحمن الرحیم sir جیسا کہ آج جو قرارداد پیش کیا جعفر صاحب نے، یہ بہت اہمیت کا حامل ہے اور میں اسکو repercussions ہیں، یہ صرف بابراعوان جیسے کہ کیپن صاحب نے فرمایا یہ صرف بابراعوان کا مسئلہ نہیں ہے۔ کراچی میں آج سے پندرہ بیس سال سے یہ قتل و غارت جاری ہے۔ ایک لسانی گروپ political reasons کی وجہ سے وہاں نہیں چاہتا کہ وہاں پڑھان ہوں۔ وہاں بلوج بھی ہیں کراچی جو ہے وہ سب کا ہے۔ اسی میں ایک گروپ ہے۔ جو یہی کر رہے ہیں کہ بلوجوں کو بھی مارتے ہیں۔ کبھی پڑھاؤں کو مارتے ہیں۔ ہماری کتنی لاشیں وہاں سے کراچی سے آگئی ہیں۔ سردار اسلام بننجو نے جواب بھی فرمایا کہ ایک ہی پورٹ ہے۔ جسمیں تمام اور یہ ایک سازش کے تحت اور کوئی پورٹ نہیں بنایا گیا۔ گواہ جو اسکا alternate ہے گورنمنٹ کو چاہئے کہ جب تک ہم بلیک میل ہوتے رہئے۔ گواہ کو جتناک آپ نہیں بنائیں گے۔ Rail سے آپ connect نہیں کر سکتے۔ انٹرنیشنل ائر پورٹ آپ نہیں بنائیں گے۔ ہم لوگ بلیک میل ہوتے رہئے۔ تمام وہاں سے ہے بھلی بھی وہاں سے سامان بھی وہاں سے ہے۔ اور جان بوجھ کے یہاں لوگوں کو جی مارتے ہیں۔ اور ہمارے کتنے بلوچستان سے ہمارے لاشیں آئی ہوئی ہیں۔ تو کراچی جو ہے نا، اس کیلئے جو میں یہ سمجھتا ہوں، بابراعوان صاحب آج بیٹھے ہوئے ہیں۔ میں ان سے request کرتا ہوں۔ یہ فیدرل کی نمائندگی کرتے ہیں۔ اور میں ذوالفقار مرزا کو سلام پیش کرتا ہوں انہوں نے اسمبلی کے فلور پر ان لوگوں کی نمائندگی کی۔ (اس مرحلے میں ڈیک بجائے گئے)۔ ان لوگوں کی نمائندگی کی جو بدمعاش ہیں، جو Killers ہیں، جو قاتل ہیں۔ اور بابراعوان سے میں request کرتا ہوں کہ خدار! یہ political کی یہ سیاست نہ کریں۔ ان سے نہ دیں۔ ہم لوگ بلوچستان والے ہی آپکے ساتھ ہیں۔ پاکستان کی بقاء اسی میں ہے۔ کہ جو لوگ جتنے بھی قاتل ہوں، چاہے کوئی بھی ہوں کسی قوم سے ہوں۔ انکو جو ہے نا، انکو کیفر کردار تک پہنچنا چاہئے۔ اسکے بغیر جی کوئی مسئلہ حل نہیں ہوگا۔ میں دوبارہ request بھی کرتا ہوں اور سندھ کے وزیر اعلیٰ کو وزیر دا غلمہ نے جس طریقے سے بتایا۔

میر محمد اصغر رند (وزیر سماجی بہبود): جناب اسپیکر۔

جناب اسپیکر: اصغر آپ کل تقریر کر لیں۔

وزیر کھیل و ثقافت: sir سندھ کے وزیر دا غلمہ نے، میں انکو سلام دوبارہ کرتا ہوں۔ انہوں نے جناب کھڑے ہو کر بتایا کہ یہاں کونسے killers ہیں۔

جناب اسپیکر: Asghar! you wouldn't take more than two minutes.

وزیر سماجی بہبود: جی۔ sir سب سے پہلے میں فیڈرل منسٹر کا شکر یہ ادا کرتا ہوں کہ وہ ادھر آگئیا اور یقیناً ہمارے مسائل کو سینیں گے اور مرکز تک پہنچائیں گے۔ جناب اپیکر صاحب! مسئلہ آگیا law and order کا۔ تو مجھے افسوس ہوتا ہے کہ جتنے بھی ہمارے یہاں بیٹھیں ہوئے ہمارے ایم پی ایز صاحب، منسٹر صاحب، جو کل کی حکومت کی جو گوادر پورٹ کی باتیں کر رہے تھے کہ غلط ہے۔ آج کہتے ہیں کہ صحیح ہے اسکو operational کرو۔

جناب اپیکر: آپ بات law and order پر کریں۔

وزیر سماجی بہبود: میں law and order main law کا مسئلہ ہے، بیرونی زاری۔ جب بیرونی زاری کا مسئلہ ہے۔ میں اپنے علاقے کا مثال دیتا ہوں بارڈر کے حوالے سے۔ فیڈرل منسٹر بیٹھا ہوا ہے۔ جب واگہ بارڈر کی بات کرتے ہیں۔ وہاں انڈیا کے ساتھ۔ ڈھول اور باجے کے ساتھ بارڈر میں کاروبار ہوتا ہے۔ اور ہمارا جو بارڈر ہے مندرجہ بارڈر، گوادر بارڈر ہے۔ پنجاب بارڈر ہے وہاں تروزانہ ہمیں نصیر کمالان کی، عبدالرسول بخش کی، قمر چاکر کی لاشیں ملتے ہیں۔ تو یہ law and order کی وجہ یہی بیرونی زاری ہے۔ ہم کہتے ہیں بلوچستان پاکستان کا حصہ ہے۔ جو سلوک، جو بارڈر پنجاب کے ہیں یا سندھ کے انڈیا سے ملتے ہیں، وہاں تو کم از کم ہمارا بارڈر انڈیا سے ملتا ہے۔ لیکن یہاں تو ایران ملک ہے، اپنا ہمسایہ ملک اسلامی ملک ہے۔ تو یہ سوتیلا سلوک کیوں؟۔ جناب اپیکر! ہمارا بھی ملک ہے۔ ہم بھی بلوچستان کے رہنے والے پاکستان کا ایک حصہ ہیں۔ ہمارا پارٹی کا بھی یہی موقف ہے۔ ہم بھی جمہوری politics کرتے ہیں۔ جیسا کہ میرے پارٹی کے مرکزی سیکرٹری جنرل نے یہی چیزیں بتائیں۔ ہمارے جتنے یہاں بھی حلقة انتخاب، ہر ایک کا اپنا حلقة انتخاب ہے۔ کراچی میں ٹھیک ہے۔ با بر صاحب ہمارا بھائی تھا۔ لیکن اُس سے زیادہ تولاشیں بلوچستان میں روزانہ آ رہی ہیں۔ تو ہمارے دوست پتہ نہیں کیوں خاموش ہیں۔ حالانکہ یہ اخبار نہیں پڑھتے ہیں۔ یاٹی وی نہیں دیکھتے ہیں۔ کسی کو اپنے علاقے کا فکر نہیں ہے۔ کراچی کی ساتھ ساتھ بلوچستان میں ہمارے بلوج علاقوں میں روزانہ لاشیں آ رہی ہیں۔ کم از کم ان پر بھی گفتگو ہونی چاہئے۔

جناب اپیکر: تمہیں اسد بلوج کے ساتھ بیٹھنے کا اثر ہو گیا ہے، مجھے اندازہ ہو رہا ہے۔ آپکے دو منٹ پورے ہو گئے۔

وزیر سماجی بہبود: Thank you اپیکر صاحب۔

جناب اپیکر: Thank you۔ اب بقیہ بحث کل تک کلیئے ملتوی کرتے ہیں۔ اب اسمبلی کا اجلاس بروز ہفتہ مورخ 29 جنوری 2011ء بوقت گیارہ بجے صحیح تک کلیئے ملتوی کیا جاتا ہے۔

(اسمبلی کا اجلاس دوپہر 12 بجے 45 منٹ پر اختتام پذیر ہوا)